IslamHouse.com

مركز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com

Rabwah

Urdu
اردو

البرهان

في وجوب اللجوء إلى الواحد الديان

ایک ہی مالک سے سہارا لینا واجب

ترجمہ
ابو اسعد قطب محمد الاثری

نظر ثانی
ذاکر حسین وراثت اللہ

البرهان

في وجوب اللجوء إلى الواحد الديان

إعداد

مركز أصول

ترجمة

قطب محمد الأثري

URDU

اردو

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد و توعية الجاليات بالربوة، ١٤٤١هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

مركز أصول للمحتوى الدعوي

البرهان في وجوب اللجوء إلى الواحد الديان: اللغة الأردية . / مركز أصول للمحتوى الدعوي، قطب الأثري. - الرياض، ١٤٤١هـ

٦٨ ص، ١٢ سم x ١٦,٥ سم

ردمك : ٩٧٨-٦٠٣-٨٢٩٧-٣٧-٧

١- الجنائز أ. العنوان

ديوي ٢١٢,٣ ١٤٤١/٥٩٧٩

رقم الايداع: ١٤٤١/٥٩٧٩

ردمك : ٩٧٨-٦٠٣-٨٢٩٧-٣٧-٧

مركز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com

أُعد هذا الكتاب وصمّم من قبل مركز أصول، وجميع الصور المستخدمة في التصميم يملك المركز حقوقها، وإن مركز أصول يتيح لكل مسلم طباعة الكتاب ونشره بأي وسيلة، بشرط الالتزام بالإشارة إلى المصدر، وعدم التغيير في النص، وفي حالة الطباعة يوصي المركز بالالتزام بمعاييره في جودة الطباعة.

+966 11 445 4900

+966 11 497 0126

P.O.BOX 29465 Riyadh 11457

osoul@rabwah.sa

www.osoulcenter.com

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا، أما بعد .

حاجت روائی، مشکل کشائی، غم گساری، شفائے امراض اور نوازش اولاد کے لئے غیر اللہ کو پکارنے کا چلن لوگوں میں بڑھتا او ررواج پاتا جارہا ہے، حالانکہ یہ ایسے امور ہیں کہ ان پر صرف اللہ ہی قادر ہے، اور اس میں شک نہیں کہ دین اسلام میں یہ حرام و ناجائز ہے، بلکہ اس کا تعلق دین جاہلیت سے ہے، اور یہی نہیں بلکہ یہ اللہ عزوجل کے ساتھ ایک قسم کا بھیانک شرک بھی ہے۔

1

غیر اللہ کو پکارنا باطل اور حرام ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں اس پر دس دلیلیں پیش ہیں:

پہلی دلیل

اللہ عزوجل نے اپنے سوا کسی اور کو پکارنے کی ممانعت فرمائی ہے، جیسا کہ اس نے اپنے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ [یونس: ١٠٦]

”اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے“۔

اللہ تعالی نے ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ

وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَٰفِلُونَ ۝٥ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُوا۟ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُوا۟ بِعِبَادَتِهِمْ كَٰفِرِينَ ﴾ [الأحقاف: ٥-٦]

”اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے“۔

ایک مقام پر اللہ تعالی نے یوں فرمایا:

﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا۟ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾ [الجن: ١٨]

”اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، پس اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو“۔

واضح رہے کہ اس موضوع سے متعلق قرآن کریم میں بے شمار آیتیں آئی ہیں۔

2

دوسری دلیل

اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ سب کو چھوڑ کر تنہا اسی کو پکارا جائے، جیساکہ فرمایا:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾ [الغافر: ٦٠]

”اور تمہارے رب کافرمان (سرزد ہو چکا)ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا،یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے“ ۔

اللہ تعالی نے ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾

[البقرة: ١٨٦]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ

دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے“۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ [النمل: ٦٢]

”بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کردیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو“۔

یعنی سوال یہ ہے کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ کوئی نہیں، بلکہ وہ اس معاملہ میں اکیلا اور تنہا ہے۔!

اور ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ قُلْ أَمَرَ رَبِّى بِٱلْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا۟ وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴾ [الأعراف: ٢٩]

”آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا، اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو، اور اللہ تعالی کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو، تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے“۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلۡحَيُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۗ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾ [غافر: ٦٥]

”وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو، تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے“۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ ٱدۡعُواْ رَبَّكُمۡ تَضَرُّعٗا وَخُفۡيَةًۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُعۡتَدِينَ ۝٥٥ وَلَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَا وَٱدۡعُوهُ خَوۡفٗا وَطَمَعًاۚ إِنَّ رَحۡمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٞ مِّنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴾ [الأعراف: ٥٥-٥٦]

”تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑ گڑا کر کے بھی اور چپکے

چپکے بھی، واقعی اللہ تعالی ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں ☆اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ، اور تم اللہ کی عبادت کرو، اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے، بیشک اللہ تعالی کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے"۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ نے فرمایا:

«يَا غُلامُ! إِنِّي مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ».

"اے بچے! میں تجھے یہ چند باتیں سکھلاتا ہوں: تم اللہ کے احکام کی نگہداشت کرو اللہ تمہاری ہر شر سے نگہداشت کرے گا، تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، اور جب بھی کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ ہی

سے مانگو، جب بھی تم مدد مانگو تو اللہ ہی سے مدد مانگو، یاد رکھو! پوری امت اکٹھا ہو کر اگر تجھے فائدہ پہونچانا چاہے تو تجھے صرف اتنا ہی فائدہ پہونچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے حق میں مقدر کرر کھا ہے، اور اگر سارے لوگ مل کر تجھے نقصان پہونچانا چاہیں تو تجھے اتنا ہی نقصان پہونچاسکتے ہیں جتنا تمہارے حق میں اللہ نے مقدر کرر کھا ہے، قلم اٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے“ (سنن الترمذی:۲٦٨٥, مسند امام احمد:۲٦٦٩, صحیح)۔

3

تیسری دلیل

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عظیم میں یہ بیان فرمایا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے والے کفر و شرک میں واقع ہو جاتے ہیں، ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴾ [المؤمنون: ١١٧]

”جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں“۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں جس نے بھی غیر اللہ کو پکارا اس کا شمار کافروں میں ہو گا۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ

﴿وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَٰفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُوا۟ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُوا۟ بِعِبَادَتِهِمْ كَٰفِرِينَ﴾ [الأحقاف: ٥-٦]

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں ☆ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے"۔

مذکورہ آیت میں اللہ نے اس بات کی وضاحت فرما دی کہ غیر اللہ کو پکارنے والے سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

ایک مقام پر اللہ نے یوں فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا۟ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا﴾ [الجن: ٢٠]

"آپ کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

یعنی میں اللہ کو چھوڑ کر کسی مخلوق کو پکار کر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرسکتا۔

4

چوتھی دلیل

اللہ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ بندے اس کے نزدیک کتنے بھی عالی المرتبت کیوں نہ ہوجائیں پھر بھی وہ انہیں چیزوں پر قدرت رکھتے ہیں جن پر اللہ نے انہیں قادر بنایا ہے، اور سب کے سب اسی کے محتاج ہیں، وہ سب ایک ہی جیسے بشر ہیں، انہیں بھی وہی چیزیں لاحق ہوتی ہیں جو ایک بشر کو لاحق ہوتی ہیں، وہ بھی کھاتے پیتے ہیں، اور بیماری کے شکار ہوتے ہیں اور موت سے دو چار ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ﴾ [الفاطر: ١٥]

”اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز، خوبیوں والا ہے“۔

اللہ عزوجل نے موسی عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق فرمایا:

﴿رَبِّ إِنِّى لِمَآ أَنزَلْتَ إِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ [القصص: ٢٤]

”اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں“۔

اوراللہ عزوجل نے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ [الشعراء: ٨٠]

"اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو وہ مجھے شفا عطا فرماتا ہے"۔

اور اللہ عزوجل نے عیسی عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی ماں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، ارشاد ہے:

﴿مَّا ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ وَأُمُّهُۥ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ ٱلطَّعَامَ ۗ ٱنظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ ٱلْـَٔايَٰتِ ثُمَّ ٱنظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ [المائدة: ٧٥]

"مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہوچکے ہیں، اور ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں، دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں، پھر غور کیجیے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں"۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ [المائدة: ١٧]

"آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالی مسیح ابن مریم اور انکی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کردینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالی پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟"۔

اور ایک جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ﴾ [الفرقان:٢٠]

"ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے"۔

اور ایک مقام پر اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٞ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾ [الزمر:٣٠]

"یقینا خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں"۔

اللہ عزوجل کا اورارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْيۡءٍ إِنِّي فَاعِلٞ ذَٰلِكَ غَدًا ٢٣ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُۚ وَٱذۡكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلۡ عَسَىٰٓ أَن يَهۡدِيَنِ رَبِّي لِأَقۡرَبَ مِنۡ هَٰذَا رَشَدٗا﴾ [الكهف:٢٣-٢٤]

”اور ہر گز ہر گز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا ☆ مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا، اور جب بھی بھولے، اپنے پرودگار کی یاد کرلیا کرنا، اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے“۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَـٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾ [الكهف:١١٠]

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے“۔

بلکہ اللہ عزوجل نے اس بات کی بھی خبر دی کہ بعض انبیاء کو ان کی قوم نے قتل کردیا، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿أَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُكُمُ ٱسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ﴾ [البقرة:٨٧]

”لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے

خلاف تھی، تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کرڈالا“۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیتوں پر غور وفکر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ پکار نا صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے، اس لئے کہ وہی ہمارا رب اور تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والاہے، اور وہ اس میں تنہا ہے ، پوری مخلوق میں کوئی بھی ان صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمۡثَالُكُمۡۖ فَٱدۡعُوهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيبُواْ لَكُمۡ إِن كُنتُمۡ ﴾ [الأعراف:١٩٤]

”واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، سو تم ان کو پکارو، پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو“۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسۡتَمِعُواْ لَهُۥٓۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخۡلُقُواْ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجۡتَمَعُواْ لَهُۥۖ وَإِن يَسۡلُبۡهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيۡـٔٗا لَّا يَسۡتَنقِذُوهُ مِنۡهُۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلۡمَطۡلُوبُ ﴾ [الحج:٧٣]

”لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ، ذرا کان لگا کرسن لو ! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی توپیدا نہیں کرسکتے ، گو سارے کے

سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے"۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾ [الفرقان:٦٥]

"اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے"۔

5

پانچویں دلیل

اللہ عزوجل نے یہ بیان کیا ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں اور اس کے نیک بندوں نے، بلکہ اس کے فرشتے بھی اپنے تمام امور میں اور گوناگوں حالات میں اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے، تو ہمیں ان کی اقتداء اور پیروی کرنی چاہیئے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی یونس عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق فرمایا جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے:

﴿ وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبٗا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ [الأنبياء:٨٧]

"مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کرو! جب کہ وہ غصہ سے چل دیئے، اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود بر حق نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہوگیا"۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ رَبِّ لَا تَذَرْنِى فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴿٨٩﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَوَهَبْنَا لَهُۥ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُۥ زَوْجَهُۥٓ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا خَٰشِعِينَ﴾ [الأنبياء:٨٩-٩٠]

"اور زکریا (علیہ السلام) کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے ☆ہم نے ان کی دعا کو قبول فرما کر انہیں یحییٰ (علیہم السلام) عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لئے درست کر دیا، یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے، اور ہمیں لالچ و طمع اور ڈر وخوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے"۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی ایوب عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق فرمایا جس وقت انہوں نے اسے پکارا:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَٰبِدِينَ﴾ [الأنبياء :٨٣-٨٤]

"اور ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ☆تو ہم نے ان کی سن لی، اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کردیا، اور ان کو اہل و عیال عطا فرمائے، بلکہ اپنی خاص مہربانی سے ان کے ساتھ اور، تاکہ سچے بندوں کے لئے سبب نصیحت ہو"۔

ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ٱلَّذِينَ يَحۡمِلُونَ ٱلۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيُؤۡمِنُونَ بِهِۦ وَيَسۡتَغۡفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَيۡءٖ رَّحۡمَةٗ وَعِلۡمٗا فَٱغۡفِرۡ لِلَّذِينَ تَابُواْ وَٱتَّبَعُواْ سَبِيلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ ۝٧ رَبَّنَا وَأَدۡخِلۡهُمۡ جَنَّٰتِ عَدۡنٍ ٱلَّتِي وَعَدتَّهُمۡ وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾ [غافر :٧-٨]

"عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں، اور تیری راہ کی پیروی کریں، اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ☆اے

ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تونے ان سے وعدہ کیاہے، اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں، یقینا تو غالب و باحکمت ہے“۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ»

”اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں، اے اللہ ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کردے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہ رہے گی“۔

پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: بس کیجیۓ اے اللہ کے نبی ! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے:

﴿ سَيُهۡزَمُ ٱلۡجَمۡعُ وَيُوَلُّونَ ٱلدُّبُرَ ﴾ [القمر:٤٥]

”سو عنقریب (کافروں کی) جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے“۔ (صحيح بخاري:۴۸۵۹)۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی بھی الحاح کرنے والے

کو نہیں سنا جو اپنی کھوئی چیز کے بارے میں التجا کررہا ہو، اور وہ محمد ﷺ کی الحاح سے زیادہ شدید ہو جب وہ بدر کے دن اپنے رب سے ان الفاظ میں التجا کررہے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ مَا وَعَدْتَنِي»

”اے اللہ ! میں تجھے تیرے مجھ سے کئے گئے وعدہ نصرت کے حوالہ سے التجا کرتا ہوں“ (طبرانی کبیر بحوالہ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۷/۲۲۵، حسن)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معرکہ بدر کے دن آپ ﷺ نماز ادا کرنے لگے، اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ آپ ایک حقدار کے اپنے حق کے لئے التجا کرنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ اپنے رب سے الحاح کررہے تھے ، اور آپ ان کلمات کے ساتھ کہہ رہے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ وَعْدَكَ وَعَهْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ» ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا كَأَنَّ شُقَّةَ وَجْهِهِ الْقَمَرُ، فَقَالَ: «هَذِهِ مَصَارِعُ الْقَوْمِ الْعَشِيَّةَ»

”اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں، اے اللہ! جو تونے مجھ سے وعدہ کیا تھا اسی کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ! اگر تو ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کردے گا تو پھر آج کے بعد تیری

عبادت باقی نہ رہے گی"، پھر آپ ﷺ ہمارے روبرو ہوئے، تو ایسا لگا گویا آپ کے چہرے کا ٹکڑا چاند ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی آج شام ان کے ہلاکت کی جگہ ہو گی" (نسائی:۱۰۳۶۷)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معرکہ بدر کے دن آپ ﷺ ایک حقدار کے اپنے حق کے لئے التجا کرنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ الحاح کرنے والے تھے، اور آپ ان کلمات کے ساتھ کہہ رہے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةَ لا تُعْبَدُ» ، ثُمَّ الْتَفَتَ كَأَنَّ وَجْهَهُ الْقَمَرُ، فَقَالَ: «كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ عَشِيَّةً».

"اے اللہ! میں تجھے تیرا وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں، اے اللہ! اگر تو ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کردے گا تو پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہ رہے گی"، پھر آپ ﷺ ہمارے روبرو ہوئے، تو ایسا لگا گویا آپ کا چہرہ چاند ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "گویا میں آج شام ان کے ہلاکت کی جگہ دیکھ رہا ہوں" (طبرانی :۱۰۲۷۰)۔

6

چھٹویں دلیل

کائنات اور اس میں پائی جانے والی تمام چیزیں اللہ عزوجل کی ملکیت ہیں، اور اسی کے ہاتھ میں ہیں، اسی کے زیر تصرف ہیں، اور وہی ان کا مدبر ہے، تبھی تو صرف وہی ذات ہے جسے تنہا پکارنا واجب ہے، اس لئے ساری بادشاہت، اور تمام مخلوق، اور تمام اوامر اسی کے ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ ۝٥ لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ ٱلثَّرَىٰ﴾ [طه: ٥-٦]

”جو رحمن ہے، عرش پر قائم ہے ☆ جس کی ملکیت آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان اور (کرہ خاک) کے نیچے کی ہر ایک چیز پر ہے“۔

اور ایک مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيهَاۖ وَهُوَ مَعَكُمۡ أَيۡنَ مَا كُنتُمۡۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٞ﴾ [الحديد: ٤]

”وہ جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے، اور جو اس سے نکلے، اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے، اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے، اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے“۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا۟ دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا۟ مَا ٱسْتَجَابُوا۟ لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾ [فاطر: ١٤]

”اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، آپ کو کوئی بھی حق تعالی جیسا خبر دار خبریں نہ دے گا“۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴾ [الإخلاص: ٢]

”اللہ بے نیاز ہے“۔

ٱلصَّمَدُ: وہ ذات ہے کہ حاجت روائی میں جس کی محتاج پوری مخلوق ہو، اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو ۔

7

ساتویں دلیل

اللہ عزوجل نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اس کے کچھ نبیوں اور رسولوں نے بسااوقات اپنے چند امور کے تعلق سے اس سے التجا کی لیکن اس کی قبولیت نہ ہوئی، اور ان کی مرادیں پوری نہ ہوئیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا اپنے نبی محمد ﷺ کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾ [القصص:٥٦]

”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالی ہی جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے“۔

اور ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴾ [التوبة:٨٠]

”ان کے لئے آپ استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا“۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن يَسۡتَغۡفِرُواْ لِلۡمُشۡرِكِينَ وَلَوۡ كَانُوٓاْ أُوْلِي قُرۡبَىٰ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمۡ أَنَّهُمۡ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَحِيمِ ﴾

[التوبة:١١٣]

”پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں“۔

ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ ٱسۡتِغۡفَارُ إِبۡرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوۡعِدَةٖ وَعَدَهَآ إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُۥٓ أَنَّهُۥ عَدُوّٞ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنۡهُۚ إِنَّ إِبۡرَٰهِيمَ لَأَوَّٰهٌ حَلِيمٞ ﴾

[التوبة:١١٤]

”اور ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَام) کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا، پھر جب ان پر یہ بات

ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَام) بڑے ہی نرم دل اور بردبار تھے“۔

یہ واضح ہے کہ اللہ عزوجل نے اس معاملے میں ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی درخواست قبول نہ کی۔

اور نوح عَلَيْهِ السَّلَام کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُۥ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ٱبْنِى مِنْ أَهْلِى وَإِنَّ وَعْدَكَ ٱلْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَٰنُوحُ إِنَّهُۥ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَٰلِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۖ إِنِّىٓ أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّىٓ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِى بِهِۦ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِى وَتَرْحَمْنِىٓ أَكُن مِّنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾ [الهود:٤٥-٤٧]

”نوح (عَلَيْهِ السَّلَام) نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے، اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے ☆ اللہ تعالی نے فرمایا: اے نوح! یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں، تجھے ہرگز وہ چیز نہ مانگنی چاہیے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے ☆ نوح نے کہا: میرے پالنہار میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں

اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو، اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا، تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا“۔

تو بھلا لوگ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر دوسروں کو کیسے پکار سکتے ہیں۔

معرکہ احد کے دن رونما ہونے والے واقعے کے بارے میں آپ غور فرمائیں کہ جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اہل شرک سے قتال کررہے تھے، اور ان پر غالب ہونے کی پوری کوشش کررہے تھے، تمام اسباب بروئے کار لانے کے باوجود غالب ہونے کا منشا کامیاب نہ ہو سکا، اللہ عزوجل نے سورہ آل عمران میں اس واقعہ کے متعلق بہت سی آیتیں نازل فرمائی، جس میں ان کے خلاف حاصل شدہ نتائج کی وضاحت اور ان کے لئے تربیت و توجیہ کا اہم پہلو بیان کیا ہے۔

اور معرکہ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں جو نتائج حاصل ہوئے اس پر بھی گہرائی کے ساتھ غور کریں، جب کہ علی رضی اللہ عنہ مخالف دھڑ پر غالب آنے کے لئے پوری کوشش صرف کررہے تھے لیکن تمام کوششوں کے باوجود ان کی مرادیں بر نہ آئیں۔

اور یہاں بھی انتہائی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اپنی اور اہل بیت کی ایک گروہ کی جان بچانے کی خاطر بڑی پامردی

سے قتال کررہے تھے، لیکن نہ تو اپنی اور نہ ہی اہل بیت میں سے کسی کی جان بچا پائے۔

سوال یہ ہے کہ بھلا یہ کس دنیا کے لوگ ہیں جو علی اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کو چھوڑ کر (مدد کے لئے) پکارتے ہیں؟ حالانکہ وہ اپنی جان بچانے کی بھی طاقت نہ رکھ سکے، یا اپنے اور اہل بیت کے بارے میں اللہ کی لکھی ہوئی سابقہ تقدیر کو نہ موڑ سکے، اور یہ عقل کا تسلیم شدہ معاملہ ہے کہ کوئی بھی فرد بشر اس سے جدا نہیں ہو سکتا، اور ساتھ ہی یہ ایسا حسی مشاہدہ ہے جس کا دفاع بھی ممکن نہیں، اور یہ بات متحقق ہے کہ علی اور حسین رضی اللہ عنہما اپنی پریشانی کے عالم میں اپنے رب سے لو لگاتے اور اسی کو پکارتے تھے، اس لئے ان کی محبت کے دعوی داروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی روش اختیار کریں، اور ان کی راہ کی سچی تابعداری کرتے ہوئے زندگی کے تمام مشکل حالات میں صرف اللہ ہی سے لو لگائیں۔

بعض لوگوں کا معاملہ تو اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ جب وہ اللہ کے گھر میں یا کعبہ مشرفہ کے پاس کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو یوں پکارتے ہیں یا علی (اے علی)، بعض اہل علم نے جب ان کی اس پکار کو سنا تو ان سے یہ سوال کیا: اگر آپ کسی کے گھر میں ہوں، اور وہاں آپ کو کوئی حاجت لاحق ہو

تو کیا آپ اس گھر کے ہمسایہ کے پاس جائیں گے یا بلا تردد اسی گھر والے سے اپنی ضرورت پوری کرنے کی درخواست کریں گے، تو ان سے اس کے سوا کچھ نہ بن سکا مگر یہی کہا: ہم براہ راست اس گھر والے سے ہی سوال کریں گے، غور فرمائیں انہیں اس کے دفاع کی جرات نہ ہوپائی، اور بلا چون وچراں حق کا اعتراف کرلیا، اسی کے مد نظر اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ وَيَرۡجُونَ رَحۡمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحۡذُورٗا ﴾ [الاسراء:٥٧]

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے“۔

مثال کے طور ایک دوسری مثال پیش کی جارہی ہے جسے تمام لوگ سمجھتے ہیں: فرض کریں ایک شخص کو اللہ عزوجل مالدار بنادے، اور اسے بے پناہ مال عطا کردے، اور اس کے اولاد بھی بکثرت ہوں، اور وہ اپنی اولاد سے ہمہ وقت یہ کہے: اے میری اولاد! جب تمہیں مال، کھانا، کپڑا وغیرہ کی ضرورت پڑے تو مجھے بتانا، لیکن یہ

اولاد اس سے کوئی مطالبہ نہ کریں، اور پڑوسی کے پاس جاکر اس سے مانگلیں، تو ان کا یہ فعل کیا عقل کے موافق یا ایسی بیوقوفی پر محمول ہے جو صراصر دانشمندی کے خلاف ہے؟ اس کا تعلق تو مخلوق سے ہے ، رہی بات اس خالق عزوجل کی جس کی تو مثال ہی عالی ہے، تو بھلا اسے چھوڑ کر غیر کے سامنے کیسے سوالی بنا جاسکتا ہے ۔

تمام بندوں کا یہ فرض ہے کہ اپنی جملہ حاجت روائی اور مشکل کشائی میں صرف اپنے اس رب سے جڑیں جو ان کا خالق، آقا اور حقیقی مولی ہے ۔

غیر اللہ کو پکارنے والے کچھ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے دلیل پکڑتے ہیں اور اس کی مثال یوں پیش کرتے ہیں کہ موسی عَلَيْهِ السَّلَام نے پتھر پر ایک چوٹ ماری اور اس سے چشمہ رواں ہو گیا، اور ایسے ہی عیسی عَلَيْهِ السَّلَام مردوں کو زندہ کردیتے، اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھ کی بیماری والوں کو ٹھیک کردیتے ، لو اس کے چند جوابات پیش ہیں ۔

معجزات انبیاء کو دلیل مان کر غیراللہ کو پکارنے والوں کے جوابات

پہلا جواب:

واضح رہے کہ جن معجزات کو غیراللہ کے پکارنے والوں نے دلیل مانی ہے

حقیقت یہ ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ذاتی معجزات نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ ہی کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَنِّي قَدۡ جِئۡتُكُم بِـَٔايَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ أَنِّيٓ أَخۡلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيۡـَٔةِ ٱلطَّيۡرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيۡرَۢا بِإِذۡنِ ٱللَّهِۖ وَأُبۡرِئُ ٱلۡأَكۡمَهَ وَٱلۡأَبۡرَصَ وَأُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰ بِإِذۡنِ ٱللَّهِ﴾ [آل عمران:٤٩]

”اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا، کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، اور اللہ تعالی کے حکم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کردیتا ہوں، اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں“۔

مذکورہ آیت کے مدنظر ہر بندے پر یہ واجب ہے کہ وہ اسی اللہ کا سوالی بنے جس اللہ عزوجل نے انبیاء کرام کو ان معجزات سے سرفراز فرمایا۔

دوسرا جواب:

مذکورہ آیت میں غور کرنے سے یہ پتہ چلا کہ انبیاء کرام علیہم

السلام صرف اور صرف اللہ عزوجل سے ہی مانگتے تھے، اور اسی ہی کو پکارتے تھے، اس لئے ہر شخص پر یہ ضروری ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی اقتداء وپیروی کرے، کیونکہ وہ ہمارے لئے قدوہ اور عمدہ نمونہ و آئیڈیل ہیں ۔

تیسرا جواب:

غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کے تعلق سے ذکر کردہ سابقہ دلائل بالکل واضح ہیں، بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ پہلے آپ اپنے رب سے آغاز کریں ان امور میں جس میں انسان کو قدرت حاصل ہے۔

ابو جعفر محمد الباقر رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب کسی مخلوق سے کسی کو ضرورت پیش آئے تو سب سے پہلے اللہ عزو جل سے مانگے (کتاب المستغیثین باللہ لابن بشکوال:(ص:٦٨)۔

8

آٹھویں دلیل

جہاں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو تنہا اسی سے مانگنے کا حکم دیا ہے وہیں اسے چھوڑ کر کسی غیر کو پکارنے سے سخت منع بھی فرمایا ہے، بندوں کو تنہا اسی کو پکارنا اسے بہت محبوب ہے، اور بندوں کا اسی سے مدد مانگنا، اور اپنے تمام کاموں میں اور مختلف امور میں اسی سے لو لگانا اسے بہت پسند ہے، دعا اللہ عزوجل کی محبوب عبادت ہے، چنانچہ رب کا پکارنے والا اپنے رب کا محبوب عمل کرنے والا ہے، اور اس کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرنے والا ہے، اور اس کی دلیل ایک نہایت عظیم حدیث قدسی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ»

”ہمارا رب تبارک و تعالی رات کے آخری تہائی حصہ میں ہر رات آسمان دنیا

پر نزول فرماتا ہے، اور یہ فرماتا ہے: کون مجھے پکارنے والا ہے کہ میں اس کی پکار کو قبول کرلوں؟ کون میرا سوالی ہے کہ میں اسے نواز دوں؟ کون اپنی گناہوں سے معافی چاہنے والا ہے کہ میں اسے معاف کردوں" (بخاري:١١٥٢، مسلم:٧٥٩)۔

اللہ کے کرم و احسان کو دیکھیں کہ وہ اپنے تمام بندوں کو اس سے مانگنے اور اسی کو پکارنے کی دعوت دیتا ہے، اور یہ عمل ہر رات جاری رہتا ہے، حالانکہ وہ ان کے دعا و التجا سے بے نیاز ہے، اس لئے بندوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ رب عزوجل کی عطا کردہ کرم و احسان کو اپنے لئے غنیمت سمجھیں، اور کثرت سے اس سے دعا و التجا کرتے رہیں، اس کے نتیجے میں ان کے دل کو انشراح، نفس کو راحت اور ایمان میں اضافہ حاصل ہوگا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَسۡـَٔلُواْ ٱللَّهَ مِن فَضۡلِهِۦٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗا﴾

[النساء: ٣٢]

"اور اللہ تعالی سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے"۔

صحیح مسلم میں ایک حدیث قدسی جسے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے بیان کیا ہے کہ رب نے فرمایا:

«يَا عِبَادِي! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلاَ تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلاَّ مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلاَّ مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلاَّ مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ...»

”اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرلیا ہے، اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قراردیا ہے، اس لئے تم باہم ظلم و زیادتی نہ کرو، اے میرے بندو! تم سارے کے سارے گمراہ تھے سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت دی ہے، تو تم سب مجھ سے ہدایت چاہو میں تمہیں ہدایت سے سرفراز کروں گا، اے میرے بندو! تم سارے کے سارے بھوکے تھے سوائے ان کے جنہیں میں نے کھلایا، تو تم سب مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے تھے سوائے ان کے جن کو میں نے پہنایا، اس لئے تم سب مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا.........“

(مسلم:۲۶۶۰)۔

سعید فرماتے ہیں:ابو ادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے دونوں زانوں کے بل بیٹھ جاتے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ، يَغْضَبْ عَلَيْهِ»

”جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے“۔ (ترمذي: ٣٦٥٧، ابن ماجہ: ٣٨٥٣، حدیث صحیح الإسناد)۔

کتاب وسنت کے نصوص مذکورہ حدیث کے معنی کے لئے شاہد ہیں، کیونکہ وہ شخص جو اللہ سے مطلقا سوال ہی نہیں کرتا، یا اپنے کسی کام میں اللہ سے نہیں مانگتا تو بے شک اللہ عزوجل اس پر ناراض ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس نے اللہ کو نہ رب قرار دیا اور نہ ہی اپنا معبود ہی سمجھا۔

دعا کی چند شکلیں وہ ہیں جو واجب ہیں جیسے اللہ سے ہدایت کا سوال کرنا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴾ [الفاتحة:٦]

”ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا“۔

اور دو سجدوں کے درمیان دعا ہی کے مانند اللہ سے مغفرت کا سوال کرنا۔

اور اسی معنی کی وضاحت میں بعض شعراء نے یہ شعر بھی کہا ہے:

اللَّهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ، وَبُنَيَّ آدَمَ حِينَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ.

(العزالة للخطابي: (٥٨) وهي للخُزيمي)

اگر آپ اللہ سے مانگنا چھوڑ دیں تو اللہ ناراض ہو جاتا ہے، اور جب انسان سے مانگا جاتا ہے تو انسان ناراض ہو جاتا ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ اسی سے مانگا جائے، اور جب اس سے نہیں مانگا جاتا تو وہ اپنے بندے سے ناراض ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کا سوالی نہ بننے سے بندے کے تکبر اور استغناء کا پتہ چلتا ہے، اور اس کے بر عکس انسان کی خصلت یہ ہے کہ جب اس سے مانگا جاتا ہے تو وہ مانگنے کی وجہ سے ناراض ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ اس سے نہ مانگا جائے۔

9

نویں دلیل

جن امور میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہیں ان تمام امور میں غیر اللہ سے مدد وغیرہ مانگنا، اور انہیں پکارنا قرآن و حدیث کی رو سے سخت منع ہے، اور انسانی فطرت کا بھی یہی ماننا ہے کہ اللہ عزوجل نے بندوں کو پریشانی و مصیبت کے نزول کے وقت اپنی طرف رجوع ہونے اور لو لگانے کی فطرت پے پیدا کیا ہے، اور یہ فطرت بلا تفریق تمام لوگوں میں پائی جاتی ہے حتی کہ کفار میں بھی یہ جبلت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے مشرکین کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ هُوَ ٱلَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِي ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُواْ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُاْ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾ [یونس:۲۲]

”وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے۔یہاں تک کہ جب تم کشتی

میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں، اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں، ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آگھرے، (اس وقت) سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچالے تو ہم ضرور شکر گذار بن جائیں گے"۔

شرک کرنے والوں کی حالت بیان کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فِي ٱلْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ ٱلْإِنسَٰنُ كَفُورًا﴾ [الإسراء:٦٧]

"اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں، صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منھ پھیر لیتے ہو، اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے"۔

انسانوں سے ہٹ کر حیوانات تک کی خلقت بھی اپنے پالنہار اور پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرنے پر ہوئی ہے، جیسا کہ سلیمان عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ہدہد پرندے کے تعلق سے اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ وَجِئْتُكَ مِن

سَبَإِۭ بِنَبَإٖ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ ٱمۡرَأَةٗ تَمۡلِكُهُمۡ وَأُوتِيَتۡ مِن كُلِّ شَيۡءٖ
وَلَهَا عَرۡشٌ عَظِيمٞ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوۡمَهَا يَسۡجُدُونَ لِلشَّمۡسِ مِن دُونِ ٱللَّهِ
وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَعۡمَٰلَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ ٱلسَّبِيلِ فَهُمۡ لَا يَهۡتَدُونَ ﴿٢٤﴾

[النمل:٢٢-٢٤]

”کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ آکر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں، میں سبا کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں ☆ میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کررہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیاہے، اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے ☆ میں نے اسے اور اس کی قوم کو، اللہ تعالی کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کرکے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے، پس وہ ہدایت پر نہیں آتے“۔

غور فرمائیں اس پرندہ نے غیر اللہ سے لو لگانے والوں کا کیسے انکار کیا، کیونکہ یہ ایک فطرت ہے، اور اسی فطرت پر اللہ عزوجل نے تمام مخلوق کوچاہے وہ انسان ہو یا جن یا چاہے وہ ان میں بولنے والا ہو یا نہ بولنے والا سب کو پیدا کیا ہے۔

10

دسویں دلیل

انسان اپنی عقل کی روشنی میں اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ لوگ جنہیں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں وہ خلقت وبشریت میں انہیں کے ہم مثل اور برابر ہیں، چنانچہ اللہ کو چھوڑ کر ان سے مدد کی درخوست کرنا، ان سے التجا کرنا، ان سے شفا اور رزق مانگنا کیسے انصاف کی بات ہو سکتی ہے جبکہ وہ انہیں کے مانند اور ایک ہی جیسے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کے متعلق فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾ [الكهف: ١١٠]

”آپ کہہ دیجیے کی میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پرور دگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے“۔

ایک دوسری آیت میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [ابراهيم: ١١]

"ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں، اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئیے"۔

ایک بیان کردہ آیت میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ [الأعراف: ١٩٤]

"واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، سو تم ان کو پکارو ، پھر ان کو چاہیۓ کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو"۔

بندے جن امورپر قادر ہوں، اوراسے کرگذرنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان میں بھی مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اللہ عزوجل سے التجا و

سوال کرنا مناسب ہے، یہ واقع ہے اور ہم میں سے تقریبا ہر شخص کا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ علاج کی خاطر کسی جھاڑ پھونک (دم) کرنے والے کے پاس حاضر ہوتا ہے، جبکہ ادھر رخ کرنے سے پہلے بذات خود دم کرنا اس کے لئے کہیں زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اللہ کے فضل وکرم سے ہر مسلمان سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، معوذتین (سورہ ناس و فلق) اور دیگر سورتیں و آیتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اور یہ ظاہر سی بات ہے کہ جب کوئی شخص بذات خوداپنی ذات پر دم کرتا ہے تو وہ اس میں زیادہ کوشاں ہوتا ہے، اور اللہ عزوجل سے جڑ کر اور حاضر دلی کے ساتھ پڑھتا ہے جو قبولیت کے انتہائی قریب ہوتا ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سارے لوگوں نے اپنے اوپر خود سے دم کیا، اور اللہ عزوجل نے انہیں شفایابی سے ہمکنار فرمایا۔

اور یہ بھی حقیقت بر مبنی بات ہے کہ نوکری کے کچھ متلاشی لوگ پہلے واسطہ ڈھونڈھتے ہیں، اور یہاں وہاں ان سے باتیں کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے مدد کے لئے رجوع نہیں کرتے کہ وہ اس میں ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمادے۔

یہاں ایک سچا واقعہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جسے میں نے ریڈیو پر نشر ہونے والے قرآن کریم کی نشریات (إذاعة القرآن

الکریم) کے ضمن میں سنا تھا، اصل واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نوکری کی تلاش میں نوکری فراہم کرنے والوں کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے نوکری چاہی لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ دی اور وہ نامراد واپس آگیا جس کی وجہ سے اس شخص کی مالی حالت آئے دن کافی تنگ ہوتی گئی، بالآخر وہ نوکری کی سفارش کی چاہت لئے ہوئے ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس عالم نے اس کی حالت زار کو دیکھ کر اللہ عزوجل سے رجوع کرنے اور اس سے لو لگانے کی تلقین فرمائی، چنانچہ اس عالم کی رہنمائی و نصیحت پر عمل کرتے ہوئے وہ شخص فجر سے پہلے اٹھتا، نماز ادا کرتا، اور اللہ عزوجل سے خوب خوب دعائیں کرتا، پھر دوبارہ وہ انہی نوکری فراہم کرنے والوں کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان کی تکریم کی اور مطلوبہ نوکری ان کو فراہم ہو گئی، عجب تو یہ ہوا کہ جس ذمہ دار کے پاس نوکری کی تلاش میں پہلی بار گئے تھے اور اس نے ان کی جانب نظر التفات بھی نہ کیا تھا وہ ان سے کہنے لگا کہ آپ کہاں تھے ہم تو آپ کے انتظار میں تھے؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کچھ ایسے بھی لوگ آپ کو ملیں گے جو اپنی ذات کے لئے دعا کی درخواست دوسروں سے کرتے ہیں، جب کہ ہمارا رب کریم یوں فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر:٦٠]

"اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہوچکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا"۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے یوں فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ [البقرة:١٨٦]

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے"۔

بعض سلف یعنی اصبغ بن زید الوراق سے یہ بات نقل کی گئی ہے، وہ عرض کرتے ہیں: میں اور میرے ساتھ رہنے والے مسلسل تین دن کسی نے بھی کھانا نہ کھایا، پھر میری چھوٹی بیٹی نے میرے پاس آکر عرض کیا: اے ابو جان! بھوک لگی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اسے وہیں چھوڑ کر وضو خانہ آگیا، میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، اور میں نے دعا کی خاطر اپنا دست دراز کیا، نہ جانے کیسے میں اچھی دعا کرنا ہی بھول گیا، پھر بھی میں نے

یہ دعا پڑھی: اے اللہ! اگر تونے مجھے رزق سے محروم کردیا ہے تو مجھے دعا سے محروم نہ کر، پھر مجھے اس طرح دعامیں کہنے کا الہام ہوا: اے اللہ! میں نے اپنی آواز تیرے تابع کردی، اور تیرے متعلق میری خواہیں بھٹک گئیں، اور تیرے سوا ساری چیزیں تنگ ہو گئیں، اور ہر چیز تجھ سے تیری طرف دوڑ پڑیں، اور ہر ایمان والے نے تجھ پر بھروسہ کیا، تو اپنی شان جلالی میں سب سے بلند ہے، اور اپنے حسن وجمال میں سب سے دلکش ہے، اور اپنی قدر و منزلت میں سب سے عالی ہے، اے وہ بلندی پے رہتے ہوئے قریب رہنے والے، اور قریب میں رہتے ہوئے بلندی پے رہنے والے، اور اپنی بادشاہت میں قوت والے محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، اور مجھ پر اپنی جانب سے رزق کا دروازہ کھول دے، اور اس کو مجھ پر بطور احسان نہ فرما، اور آخرت میں اس کے متعلق تیرے پاس میری جوابدہی نہ ہو، اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! میں تیری رحمت و شفقت کا طالب ہوں، فرماتے ہیں کہ پھر میں گھر واپس آگیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری بڑی دختر میرے پاس آکر کہتی ہے: ابا جان! ابھی کچھ وقت پہلے میرے چچا درہم کا تھیلا اور آٹا خود اٹھا کے لائے، اور اس پر مستزاد بازار کی دیگر چیزیں بھی سجا کے لائے ہیں، اور یہ کہہ کر گئے ہیں: میرے بھائی کو میرا سلام کہہ دینا، اور انہیں میرا یہ پیغام بھی دے دینا کہ جب بھی کسی چیز کی ضرورت محسوس ہو تو اسی دعا کا ورد کرنا، آپ کی ضرورت پوری ہوجائے گی۔

اصبغ فرماتے ہیں: قسم اللہ کی کبھی میرا کوئی بھائی نہ تھا، اور مجھے یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ پیغام دینے والا کون تھا، لیکن اللہ ہر چیز پر قادر ہے، والحمد لله رب العالمين (کتاب المستغيثين:٦٣ لابن بشکوال)

میرا کہنا ہے کہ اس قصہ میں عبرت کا مقام یہ ہے کہ یہ شخص اللہ کی طرف رجوع ہوا، اور دو رکعت نماز ادا کی، اور اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا، تو اللہ عزوجل کی طرف سے بہت جلد پریشانی دور ہوئی۔

آئیے ایک دوسرا واقعہ ملاحظہ فرمائیں جسے ابو محمد ابن حزم نے بیان کیا ہے جو ان کے والد حزم کے ساتھ پیش آیا، اور یہ اس دور کی بات ہے جب ان کے والد بلاد اندلس میں ایک بادشاہ کے وزیر تھے جس کا نام منصور بن ابی عامر تھا، اور یہ واقعہ اپنی واقعیت میں سچا ہے، ابن حزم بیان فرماتے ہیں: مجھے خبر دی ہشام بن محمد نے اور ان کو خبر دی ان کے والد (محمد) نے کہ وہ منصور ابو عامر محمد بن ابی عامر کے بعض عوامی میٹنگوں میں موجود تھے، اسی دوران سلطان منصور کی خدمت میں ایک قیدی کی ماں کی طرف سے معافی کی عرضی پیش کی گئی، سلطان (ابن عامر) اس کے بڑے جرم کی وجہ سے پہلے ہی سے اس سے ناراض تھا، اس لئے اس کی عرضی پڑھتے ہی بھڑک اٹھا، اور کہا: اس نے مجھے اس کی یاد دلا دی، اور قلم اٹھاکر دستخط کرنے لگا اور چاہا کہ لکھ دے کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے، لیکن اس نے اس کے

بدلے آزاد کرنا لکھ دیا، اور وہ عرضی وزیر کے حوالے کردیا، اور تمہارے والد نے بادشاہ سے قلم لے لیا، اور عرضی بھی اپنی تحویل میں لے لی، اور بادشاہ کی دستخط کے مد نظر پولیس کے نام کاغذ تیار کرنا شروع کردیا، تو وزیر سے ابن ابی عامر نے فرمایا: یہ آپ کیا رپورٹ تیار کررہے ہیں؟ فرمایا: فلاں کی آزادی کا پروانہ، تو وہ سخت برہم ہوا اور فرمایا: کس نے اس کا آرڈر دیا ہے؟ اس نے ان سے دستخط شدہ پیپر لے لیا اور جب اسے دیکھا تو فرمایا: مجھے وہم ہو گیا ہے، پھر اپنی لکھی ہوئی تحریر پر خط کھینچی اور لکھنا چاہا «يُصَلَبُ» (اسے پھانسی دی جائے) لیکن اس سے لکھا گیا «يُطْلَقُ» (اسے رہا کردیا جائے)، پھر آپ کے والد نے ان سے وہ عرضی لے لی اور اس پر دستخط دیکھا تو ان کی آزادی کا حکم پہلے سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا، پھر سلطان منصور نے وزیر کی طرف تحریر میں مزید لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا لکھ رہے ہیں؟ وزیر نے فرمایا: آزادی کا پروانہ، پھر سلطان پہلے سے بھی زیادہ غضبناک ہو گیا اور فرمایا: کس نے اس کی رہائی کا حکم دیا ہے؟ پھر سلطان نے وہ پروانہ واپس لے لیا، پھر اپنی تحریر دکھی اور اس پر لکیر کھینچ دی اور یہ لکھنا چاہا «يُصَلَبُ» (اسے پھانسی دی جائے) لیکن اس سے لکھا گیا «يُطْلَقُ» (اسے رہا کردیا جائے)، پھر ان کے والد نے وہ پروانہ لے لیا، پھر اس تحریر کو دیکھا، پھر پہلے سے بھی بات آگے بڑھی ہو ئی تھی، پھر سلطان نے ان سے پوچھا کہ اس پر کیا لکھ رہے ہیں؟ وزیر نے

جوابا عرض کیا اس آدمی کی قید سے آزادی، اور یہ اس نوعیت کی تیسری بار کی عرضی تھی جسے دیکھ کر سلطان محو حیرت ہو گیا، اور کہا: جی! اب اسے رہا ہی کردیا جائے، کیونکہ اللہ جسے رہا کرنا چاہے اسے سزائے موت دینے کا مجھ میں دم نہیں (الإمام ابن حزم:۸۰) للظاهري.

اس بادشاہ کے متعلق غور فرمائیں کہ پوری حرص کے ساتھ جب جب اس نے سولی کی سزا لکھنا چاہا اللہ عزوجل نے اسے بااختیار نہ بنایا، یہی نہیں بلکہ اس نے ایسا کرنے کے لئے تین بار کوشش کی، اور وہ اسے لکھنے کی استطاعت رکھتا تھا لیکن وہ «یصلب» لکھنا چاہتا تو اس کی جگہ «یطلق» لکھا جاتا، بالآخر اسے آخری بار یہ آگاہی حاصل ہو گئی، اور اسے قید سے باہر نکالنے کی آرڈر دے دی، اور یوں گویا ہوا کہ اللہ جسے رہا کرنا چاہے اسے سزائے موت دینے کی مجھ میں کہاں بساط، کیا سچ فرمایا ہے اللہ عزوجل نے:

﴿أَنَّ ٱللَّهَ يَحُولُ بَيۡنَ ٱلۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهِۦ﴾ [الأنفال:٢٤]

”اللہ تعالی آدمی اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے“۔

ہاں یہی وہ قیدی شخص کی ماں ہے جس نے اپنے رب عزوجل سے اپنے بیٹے کی آزادی کی پوری توجہ سے دعا مانگی تھی، اور رب کریم کی جناب میں اس کی دعا قبولیت کے شرف سے مشرف ہوئی۔

ابو العباس احمد بن حلیم (ابن تیمیہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ دنیوی حاجات جن کا انجام دینا مخلوق پر واجب نہیں اس سے متعلق مخلوق سے التجا کرنا اصل میں التجا کرنے والے پر نہ تو واجب ہے اور نہ ہی مستحب ہے، بلکہ اللہ عزوجل سے مانگنے، اور اسی سے لو لگانے، اور اسی پر کامل توکل کا حکم ہے، اصل میں مخلوق سے فریاد کرنا حرام ہے البتہ محض ضرورت کے لئے جائز رکھا گیا ہے، اور اس وقت بھی اس کا ترک کر کے اللہ پر بھروسہ کرنا ہی افضل ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ [الشرح:٧-٨]

”پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر ☆اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا“۔

یعنی غیر اللہ سے ہٹ کر صرف اللہ سے دل لگاؤ۔ (مجموع الفتاوی: (١/١٨١).

وباللہ تعالی التوفیق.

فہرست مضامین

غیراللہ کو پکارنا باطل اور حرام ہے	9
پہلی دلیل	9
دوسری دلیل	11
تیسری دلیل	17
چوتھی دلیل	19
پانچویں دلیل	25
چھٹویں دلیل	31
ساتویں دلیل	33
آٹھویں دلیل	43
نویں دلیل	49
دسویں دلیل	53

IslamHouse.com

IslamHouseOr IslamHouseOR/ islamhouse.com/or/

IslamHouseOr/

For more details visit
www.GuideToIslam.com

GUIDE TO ISLAM

contact us :Books@guidetoislam.com

GuidetoIslam.org Guidetoislam1 Guidetoislam www.Guidetoislam.com

المكتب التعاوني للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

هاتف: ٩٦٦١١٤٤٥٤٩٠٠+ فاكس: ٩٦٦١١٤٩٧٠١٢٦+ ص ب: ٢٩٤٦٥ الرياض: ١١٤٥٧

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH

P.O.BOX 29465 RIYADH 11457 TEL: +966 11 4454900 FAX: +966 11 4970126

البرهان

في وجوب اللجوء إلى الواحد الديان

ایک ہی مالک سے سہارا لینا واجب

برہان نامی یہ کتابچہ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن کا علمی شاہکار ہے، جس میں معاشرے میں پائی جانے والی ایک بڑی بدعقیدگی کی وضاحت کی گئی ہے، اور وہ اللہ کے علاوہ ان غیر اللہ کو پکارنا ہے جو اپنے اندر ان کی حاجت روائی، مشکل کشائی، مصیبت کے وقت امداد، بیماریوں سے شفا، اور اولاد دینے جیسی چیزوں کی ادنی قدرت بھی نہیں رکھتے، اس کتاب کی امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے دین میں یہ حرام ہے اور یہ جاہلی طریقہ ہے، اور اللہ عزوجل کے ساتھ کھلا شرک ہے، ساتھ ہی ساتھ مولف نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہوئے اس کے بطلان کو دس علمی شکلوں میں بیان کیا ہے۔

IslamHouse.com